خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 3 فروری 2020ء 8 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 29

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۸﴾

(الکھف:8)

ترجمہ: یقیناً ہم نے جو کچھ زمین پر ہے اس کے لئے زینت کے طور پر بنایا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون بہترین عمل کرنے والا ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جانثار بدری صحابی حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کی سیرت و سوانح کا دلکش تذکرہ

احد کی جنگ میں حضرت ابو طلحہؓ نبی کریم ﷺ کے سامنے آپؐ کو اپنی ڈھال سے آڑ میں لئے کھڑے رہے

یہ حضرت ابو طلحہؓ ہی تھے جن کی رات کے اندھیرے میں مہمانوں کی مہمان نوازی سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج رات اللہ تعالیٰ بھی ہنس پڑا اور تمہارے اس کام سے بہت خوش ہوا

جب آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اُتری تو حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ میری جائیداد میں سے سب سے پیارا کھجوروں کا باغ بیرحا ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔آنحضورؐ نے فرمایا اسے اپنے قریبیوں میں تقسیم کردو۔چنانچہ آپؓ نے ایسا ہی کیا

جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم مکرم باؤ محمد لطیف شمس امرتسری ابن حضرت میاں نور محمدؓ صحابی مسیح موعودؑ کی وفات پر ذکر خیر اور جماعتی خدمات کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ مورخہ 31 جنوری 2020ء بمقام مسجد مبارک ٹلفورڈ یوکے کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31 جنوری 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹر نیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا ۔ حضور انور نے فرمایا: آج جن صحابیؓ کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت ابو طلحہ انصاریؓ۔ آپؓ کا اصل نام زید تھا ۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا اور یہ قبیلے کے رئیس تھے۔آپ اپنی کنیت ابو طلحہ کے نام سے زیادہ مشہور تھے۔ آپؓ کے والد کا نام سہل بن اسوداور والدہ کا نام عبادہ بنت مالک تھا ۔حضرت ابو طلحہ نے بیعت عقبہ ثانیہ میں آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔ آپؓ غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں بھی آنحضرت ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی حضرت ابو طلحہؓ کے ساتھ مواخات قائم فرمائی۔ حضرت ابو طلحہؓ کا رنگ گندمی اور قد متوسط تھا ۔ آپؓ نے کبھی سر اور داڑھی کے بالوں پر خزاب نہیں لگایا۔حضرت انسؓ حضرت ابو طلحہؓ کے ربیب تھے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب احد کی جنگ ہوئی تو لوگ شکست کھا کر نبی کریم ﷺ سے جُدا ہو گئے اور حضرت ابو طلحہؓ نبی کریم ﷺ کے سامنے آپؐ کو اپنی ڈھال سے آڑ میں لئے کھڑے رہےاور حضرت ابو طلحہؓ ایسے تیر انداز تھے کہ زور سے کمان کھینچا کرتے تھے ۔ انہوں نے اس دن دو یا تین کمانیں توڑیں اور جو کوئی آدمی تیروں کا ترکش اپنے ساتھ لئے گزرتا تو آنحضرت ﷺ اُسے فرماتے کہ اپنا تیروں کا ترکش انہیں دے دو ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سر اُٹھا کر لوگوں کو دیکھتے تو حضرت ابو طلحہؓ کہتے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان سر اُٹھا کر نہ دیکھیں مبادا ان لوگوں کے تیروں میں سے کوئی تیر آپؐ کو لگے ، میرا سینہ آپؐ کے سینے کے سامنے ہے ۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ ایک ہی ڈھال سے نبی ﷺ کی حفاظت کرتے تھے اور حضرت ابو طلحہؓ اچھے تیر انداز تھے، جب وہ تیر چلاتے تو نبی ﷺ جھانکتے اور ان کے تیر پڑنے کی جگہ کو دیکھتے۔

غزوہ احد میں حضرت ابو طلحہؓ کے ایک شعر پڑھنے کا بھی ذکر آتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میرا چہرہ آپؐ کے چہرے کو بچانے کے لئے ہے اور میری جان آپؐ کی جان پر قربان ہے ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابو طلحہؓ سے فرمایا: اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کرو جو میری خدمت کرے تا میں خیبر کا سفر کروں ۔ حضرت ابو طلحہؓ مجھے سواری پر پیچھے بٹھا کر لے گئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں اس وقت لڑکا تھا اور بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا ۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ۔ جب آپؐ اترتے،میں اکثرآپؐ کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ اے میرے اللہ ! میں تیری پناہ لیتا ہوں درماندگی اور سستی سے اور بُخل اور بزدلی سے اور قرض داری کے بوجھ سے اور لوگوں کی سختی سے ۔حضرت انسؓ کہتے تھے چنانچہ میں نے سفر میں بھی آپؐ کی خدمت کی اور حضر میں بھی ۔ جو کام بھی میں کرتا ، آپؐ مجھے کبھی نہ فرماتے تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا اور جو کام میں نے نہ کیا ہوتا اس کی نسبت آپؐ مجھے کبھی نہ فرماتے کہ تم نے اس کو اس طرح کیوں نہیں کیا ۔ یعنی کبھی کوئی روک ٹوک نہیں کی۔

فرمایا: حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ۔جب آپؐ عسفان مقام سے لوٹے ۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنی اُونٹنی پر سوار تھے اور آپؐ نے حضرت صفیہ بنت حُیّ کو پیچھے بٹھایا ہوا تھا ۔ آپؐ کی اُنٹنی نے ٹھوکر کھائی اور دونوں گر پڑے حضرت ابو طلحہؓ یہ دیکھ کر فوراً اُنٹ سے کُودے اور بولے یا رسول اللہ ﷺ ! میں آپؐ پر قربان ۔آپؐ نے فرمایا: پہلے عورت کی خبر لو ۔ حضرت ابو طلحہؓ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا ، حضرت صفیہؓ کے پاس آئے اور کپڑا ان پر ڈالا ، یعنی پردے کا لحاظ تھا ان کو۔ اور ان دونوں کی سواری درست کی جس پر وہ سوار ہو گئےاور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے گرد حلقہ بنا لیا جب ہم مدینہ کی بلندی پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: ہم لوٹ کر آنے والے ہیں۔ اپنے

باقی صفحہ نمبر 7 پر

اس شمارہ میں

- خلاصہ خطبہ جمعہ
- دربار خلافت
- نظم۔ بادشاہ ہو کے بھی ستا ہے
- متن خطبہ جمعہ 10 جنوری 2020ء
- مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
- رپورٹس ۔ سینیگال، سوئٹزرلینڈ، جرمنی

فرمانِ رسول ﷺ

مال کی قربانی کا وقت

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے کس مال کا ثواب زیادہ ملے گا ؟ آپ ؐ نے فرمایا:ایسی حالت میں خرچ کرے کہ جب تو تندرست ہو اور مال خرچ کرنے سے تنگی آنے کا اندیشہ ہو بلکہ خواہش ہو کہ مزید مال ملے تاکہ میں بھی مالدار ہوجاؤں ۔اور اتنی دیر مت کر کہ جان بلب ہو تو اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنادینا اور فلاں کو اتنا دینا ،حالانکہ اب تو وہ مال کسی اور کا ہو چکا ۔

(صحیح بخاری)

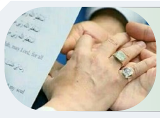

دربارِ خلافت

قربانی کا مطلب خود کو تکلیف میں ڈالنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ایک بات جس کی طرف حضرت مسیح موعود(آپ پر سلامتی ہو)نے توجہ دلائی اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بھی حکم فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ارشادات ہیں وہ مالی قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر کی جماعتیں مالی قربانیوں میں بڑھ رہی ہیں۔ ہنگامی اور وقتی مالی قربانی میں...بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرپور حصہ لینے کی کوشش کرتی ہیں لیکن جوچندہ آمد وغیرہ کا باقاعدہ مالی نظام ہے،اس میں ... جو اعداد و شمار سامنے آتے ہیں یا آرہے ہیں اس کو دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ بہت کمی ہے۔ اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ ایک غریب شخص تو اپنی مجبوری بتا کر چندے کی ادائیگی کم کرنے یا شرح کم کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے، اجازت لے سکتا ہے لیکن جو اچھی آمد کے لوگ ہیں ان کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ وہ اپنی آمد کے مطابق چندہ دے رہے ہیں یا نہیں۔ صرف یہ نہیں کہ جس طرح ٹیکس دینے کے لئے بہت ساری کٹوتیاں کر لیتے ہیں چندے کے لئے بھی کر لیں۔ اپنی آمد کو دیکھیں۔ کیونکہ یہ چندے کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہے۔ سیکرٹری مال کو یا نظام کو تو پتہ نہیں ہے کہ کسی کی آمد کیا ہے جو چندہ دے رہا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو تو پتہ ہے۔وہ تو دلوں کا حال جانتا ہے۔ اگر صحیح شرح سے چندہ دینا شروع کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ(بیوت الذکر) کی تعمیر اور دوسرے جماعتی کاموں کے لئے پھر بہت کم علیحدہ تحریک کرنی پڑے گی۔ پس اس لحاظ سے اپنے جائزے لیں اور اپنے چندہ عام کے بجٹ کا دوبارہ جائزہ لے کر لکھوائیں، جنہوں نے کم لکھوائے ہوئے ہیں۔میں مختلف ملکوں کے نومبایعین کے واقعات بھی بیان کرتا رہتا ہوں کہ کس طرح وہ احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں، روحانی تبدیلیاں بھی پیدا کر رہے ہیں عملی طور پر عبادتوں کی طرف بھی توجہ کر رہے ہیں اور مالی قربانیوں کی بھی اہمیت کو سمجھ رہے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ بھی باوجود ان کی غربت کے ان کو مالی کشائش عطا فرما رہا ہے اور اس وجہ سے وہ اپنے ایمان اور اخلاص میں بڑھ رہے ہیں۔ قربانی کا لفظ ہی واضح طور پر یہ معنی دیتا ہے کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر کوئی کام کرنا اور یہاں تکلیف میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کے دین کی ضروریات کے لئے دینا۔ پس جو صرف اپنی سہولت سے تھوڑا بہت دے کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے قربانی کی وہ قربانی نہیں ہے نہ ہی ایسے لوگوں کا کوئی اللہ تعالیٰ پر احسان ہے۔ اگر وہ نہ بھی دیں گے تو بھی اللہ تعالیٰ دین کی ضروریات پورا کرنے کے سامان کردے گا اور کرتا رہتا ہے اور کر رہا ہے اور کرتا رہے گا ان شاء اللہ۔ پس میں ان لوگوں کو جوکشائش ہونے کے باوجود اپنی آمدنی کے مطابق چندہ نہیں دیتے توجہ دلانی چاہتا ہوں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 2نومبر 2018ء)

بادشاہ ہو کے بھی سنتا ہے

وہ خدا کا ہی نوشتہ تو لکھا کرتا ہے
ہو کے رہتا ہے وہی جو وہ کہا کرتا ہے

بیٹھ جائیں جو ترے در کے بھکاری بن کر
کاسۂ خیر اُنہی کا ہی بھرا کرتا ہے

نیک فطرت ہیں جنہیں یار کی صحبت حاصل
ہم نشینی سے عجب رنگ چڑھا کرتا ہے

اس سے بڑھ کر بھی غنی اور کوئی کیا ہوگا
اپنی اوقات میں جو شخص رہا کرتا ہے

سانس پھر لیتے ہیں محفوظ فضا میں لوگ
شہر میں وقت کا حاکم جو پھرا کرتا ہے

ساحلوں پر تو فقط ریت یا پتھر ہوں گے
گوہرِ خاص تو ساگر میں پلا کرتا ہے

گونجتی ہے یہ صدا وقت کے ایوانوں میں
اس کا ہوتا ہے بھلا جو بھی بھلا کرتا ہے

چاہے جتنی بھی بلندی پہ چلا جائے عروج
اک نہ اک تو زوالوں میں ڈھلا کرتا ہے

مار دیتا ہے ہر اک جوہرِ روحانی کو
اژدھا جب بھی تکبّر کا ڈسا کرتا ہے

عشق اور دشت نوردی تو ہیں لازم ملزوم
اس میں رکھے نہ قدم جو ہو ڈرا کرتا ہے

وقت کی قدر نہیں کرتا جو غافل بندہ
حسرت و یاس کی تصویر بنا کرتا ہے

قول دے کر جو مکر جائے اُسے کیا کہئے
یہ تو مومن کا ہے اسلوب وفا کرتا ہے

بادشاہ ہو کے بھی سنتا ہے گنہگاروں کی
اس کے دربار میں مضطر جو صدا کرتا ہے

ہجر میں آنکھ جو بھیگی تو یہ احساس ہوا
دل کے آنگن میں ہی اشک گرا کرتا ہے

پاک مٹی میں تعصب کے لگیں جب پودے
پھل ہی نفرت کا درختوں کو لگا کرتا ہے

خونِ ناحق سے تعصب کا چمن سینچیں تو
باغ جل جاتا ہے سب راکھ ہوا کرتا ہے

ظلم کے تخت کو تختے میں بدل دیتا ہے
ایک طوفان جو مژگاں سے اٹھا کرتا ہے

اس کو بن مانگے ملیں تاج وسریرو مسند
سر جو تعظیم و محبت میں جھکا کرتا ہے

مہر نصرت کرے ثبت وہ اپنی جس پر
وہ مظفر وہی منصور ہوا کرتا ہے

یا الٰہی ہو مرا نام وفاداروں میں
سربسجدہ یہ ظفرؔ تجھ سے دعا کرتا ہے

مبارک احمد ظفرؔ۔لندن

خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ سے عشق ووفااور محبت کرنے والے بدری صحابی حضرت سعدبن عبادہؓ کی سیرت کا دلنشیں تذکرہ

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :’’انصار کے گھرانوں میں سے بہترین بنونجار ہیں۔پھر بنوعبداشہل،پھر بنوحارث بن خزرج ۔پھر بنوساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں بھلائی ہے‘‘

آنحضرت ﷺ نے فرمایا’’اے انصار کے گروہ!کیاتم اس بات پر خوش نہیں کہ لوگ بھیڑ بکریاں اوراونٹ لے جائیں اورتم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھروں میں لوٹو‘‘

آنحضرت ﷺ نے انصار کو جب سمجھایااوراپنی محبت کا اظہارفرمایاتو انصار رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ ﷺ پر مالِ غنیمت کی تقسیم اورحصّے کے لحاظ سے راضی ہیں اورآپ ﷺ ہمارے لئے کافی ہیں

رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیانؓ کی سعدبن عبادہؓ کے بارے میں شکایت کے جواب میں فرمایا:’’ابوسفیان!سعدؓ نے غلط کہا ہے۔آج رحم کا دن ہے۔آج اللہ تعالیٰ قریش اور خانہ کعبہ کو عزّت بخشنے والا ہے۔‘‘پھرآپ ﷺ نے ایک آدمی کو سعدؓ کی طرف بھجوایااورفرمایا:’’اپنا جھنڈااپنے بیٹے قیسؓ کو دےدو۔وہ تمہاری جگہ انصار کے لشکر کا کمانڈرہوگا۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’کوئی شخص بھی اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں اوراللہ سے بڑھ کرکوئی شخص معذرت کرنے کو پسند نہیں کرتااور اللہ جتنامعذرت کو پسند کرتا ہے،توبہ کوپسند کرتا ہے،معافی کوپسند کرتا ہے،کوئی شخص اس میں اللہ سے بڑھ نہیں سکتا۔‘‘

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 10جنوری2020ءبمقام مسجد مبارک یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گزشتہ خطبہ جمعہ میں وقفِ جدید کے نئے سال کے اعلان کے ساتھ جو میں نے ملکوں کی جماعتوں کی پوزیشن بتائی تھی اس میں بتایا تھا کہ یوکے کی جماعتوں میں وقفِ جدید کے چندے کی وصولی کے لحاظ سے اسلام آباد کی جماعت پہلے نمبر پر ہے لیکن بعد میں یہ بات سامنے آئی کہ وہ جائزہ غلط تھا۔ پہلے نمبر پر آلڈرشاٹ (Aldershot)کی جماعت ہے اور دوسرے نمبر پر اسلام آباد کی جماعت۔ کیوں ہوا ؟کس طرح ہوا؟ اس کی تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا لیکن بہرحال یہ درستی کی ضرورت تھی۔ اس لیے میں نے سب سے پہلے اسی کو لیا۔

آلڈرشاٹ کی جماعت ماشاء اللہ بڑی قربانی دے رہی ہے اور خاص طور پر لجنہ آلڈرشاٹ کی صدر نے مجھے لکھا تھا کس طرح بعض عورتوں نے غیر معمولی قربانی دی ہے۔ ان کا جذبۂ قربانی مثالی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے۔ میں نے گزشتہ خطبے میں عموماً غریبوں کی اور غریب ملکوں میں رہنے والوں کی قربانی کے واقعات اس لیے بیان کیے تھے کہ امیروں میں بھی یہ احساس پیدا ہو اور وہ بھی قربانی کی روح کو سمجھیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ترقی یافتہ ممالک میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو دنیاوی ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر قربانی کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا برطانیہ کی جماعتوں میں وقفِ جدید میں آلڈرشاٹ کی جماعت سرِفہرست ہے۔

اب میں آج کے خطبے کے موضوع کی طرف آتا ہوں جو بدری صحابہؓ کا ذکر چل رہا ہے۔ گزشتہ سے پہلے خطبے میں حضرت سعد بن عبادہؓ کا ذکر چل رہا تھا اور کچھ رہ گیا تھا۔ آج بھی ان کے ذکر کے حوالے سے ہی بیان کروں گا۔ لیکن یہاں بھی ایک حوالے کی درستی کی ضرورت ہے جو گزشتہ خطبے میں میں نے بیان کیا تھا ۔گو احساس کے باوجود میں نے حوالے بھیجنے والوں کو ذکر تو نہیں کیا لیکن ریسرچ سیل میں ہمارے کام کرنے والوں کو خود ہی احساس ہو گیا اور انہوں نے یہ درستی بھیجی اور اس سے بہرحال میری یہ غلط فہمی جو مجھے بھی تھی وہ بھی دور ہو گئی۔ ماشاء اللہ اپنی طرف سے تو بڑی محنت سے کام کر کے یہ حوالے نکالتے ہیں لیکن بعض دفعہ جلد بازی سے ایسی تحریروں سے گزر جاتے ہیں جو دو صحابہ کے ملتے جلتے واقعات کو ملا دیتی ہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ عربی عبارتوں کے ترجمے میں بھی الفاظ کا صحیح چناؤنہ ہونے کی وجہ سے حقیقت واضح نہیں ہوتی۔ بہرحال اس حوالے سے اب انہوں نے خود ہی درستی کر کے بھجوائی ہے جو میں پہلے بیان کروں گا۔ پھر باقی ذکر ہو گا۔

27 دسمبر کے خطبے میں حضرت سعد بن عبادہؓ کے تعارف میں یہ بیان ہوا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ اور طُلیب بن عُمیر کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی جو مکے سے ہجرت کر کے مدینے آئے تھے اور ابنِ اسحاق کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عُبادہؓ اور حضرت ابوذر غِفاریؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی لیکن بعض کو اس سے اختلاف بھی ہے اور واقدی نے اس کا انکار کیا ہے کیونکہ اس کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤاخات غزوۂ بدر سے قبل صحابہؓ کے درمیان قائم فرمائی تھی۔ حضرت ابوذر غِفاری جو اس وقت مدینہ میں موجود نہیں تھے اور وہ آئے نہیں تھے اور غزوۂ بدر اور احد اور خندق میں بھی شامل نہیں تھے بلکہ وہ ان غزوات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو میں نے یہ بتایا تھا کہ یہ ان کی دلیل ہے۔ بہرحال یہ اس طرح نہیں ہے۔ مؤاخات کا یہ ذکر دراصل حضرت منذِر بن عمرو بن خنیسؓ کے ضمن میں تھا۔

(اُسد الغابہ جلد 5 صفحہ 258 منذر بن عمرو مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

ریسرچ سیل والوں نے خود ہی لکھا ہے کہ جس کتاب سے یہ لیا گیا ہے وہاں ان کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہؓ کا بھی ذکر تھا تو ریسرچ سیل کی طرف سے سہواً یہ عبارت حضرت سعدؓ کے ساتھ بھی بیان کر دی گئی جبکہ حضرت منذر بن عمروؓ کے ذکر میں مؤاخات کا یہ ذکر ہے اور یہ تفصیل میں گزشتہ سال کے شروع میں 25 جنوری کے خطبے میں بیان کر چکا ہوں۔ بہرحال یہ ایک درستی ہے۔ اب آگے جو ذکر چل رہے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب غزوۂ خندق کا واقعہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن کو مدینہ کی ایک تہائی کھجوراس شرط پر دینے کی پیشکش کے بارے میں سوچا کہ قبیلہ غطفان کے جو لوگ ان کے ہمراہ ہیں وہ انہیں واپس لے جائے۔ باقی لوگوں کو چھوڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے مشورہ طلب کیا۔ اس پر ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا کرنے کا حکم ہوا ہے تو آپؐ ایسا کر دیں۔ اگر ایسا نہیں تو پھر بخدا ہم کچھ نہیں دیں گے سوائے تلوار کے یعنی ہم اپنا حق لیں گے یا جو بھی اس کی سزا ہے وہ ان کو اس منافقت کی یا عہد کی پابندی نہ کرنے کی ملے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی بات کا حکم نہیں دیا گیا۔ یہ میری ذاتی رائے ہے جو میں نے تم دونوں کے سامنے رکھی ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں نے جاہلیت میں ہم سے ایسی ہی طمع نہیں کی تو آج کیوں کر؟ جبکہ اللہ ہمیں آپؐ کے ذریعہ ہدایت دے چکا ہے یعنی کہ یہ جو پہلا اصول ان کے ساتھ چل رہا تھا آج بھی وہی چلے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے اس جواب سے خوش ہو گئے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 442 سعد بن عبادہ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء)

اس کی تفصیل غزوۂ خندق کے حالات کے ذکر میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ یہ دن مسلمانوں کے لیے نہایت تکلیف اورپریشانی اورخطرے کے دن تھے اورجوں جوں یہ محاصرہ لمبا ہوتا جاتا تھا مسلمانوں کی طاقتِ مقابلہ لازماً کمزور ہوتی جاتی تھی اور گو ان کے دل ایمان واخلاص سے پُر تھے مگر جسم مادی قانونِ اسباب کے ماتحت چلتا ہے تو وہ مضمحل ہوتا چلا جارہا تھا۔ یعنی جسم کی ضروریات ہیں، آرام ہے، خوراک ہے، محاصرہ لمبا ہو گیا تو اس کی وجہ سے بے آرامی بھی تھی۔ صحیح رنگ میں خوراک بھی پوری نہیں ہو رہی تھی اس لیے تھکاوٹ بھی پیدا ہو رہی تھی، کمزوری

بھی پیدا ہو رہی تھی، یہ جسم کا قدرتی تقاضا ہے ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کودیکھا توآپؐ نے انصار کے رئوساء سعدبن معاذؓ اورسعد بن عبادہؓ کوبلا کر انہیں حالات بتلائے اورمشورہ مانگا کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کی، غریبوں کی تو یہ حالت ہو رہی ہے اورساتھ ہی اپنی طرف سے یہ ذکر فرمایا کہ اگر تم لوگ چاہو تویہ بھی ہو سکتا ہے کہ قبیلہ غطفان کومدینے کے محاصل میں سے کچھ حصہ دینا کر کے اس جنگ کوٹال دیا جائے۔ سعد بن معاذؓ اورسعد بن عبادہؓ نے یک زبان ہوکر یہ عرض کیا کہ یارسول اللہؐ ! اگر آپؐ کواس بارہ میں کوئی خدائی وحی ہوئی ہے تو سرِتسلیم خم ہے۔ اس صورت میں آپؐ بے شک خوشی سے اس تجویز کے مطابق کارروائی فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایانہیں مجھے اس معاملہ میں وحی کوئی نہیں ہوئی۔ میں تو صرف آپ لوگوں کی تکلیف کی وجہ سے مشورہ کے طریق پر پوچھ رہا ہوں۔ ان دونوں سعدؓ نے جواب دیا کہ پھر ہمارا یہ مشورہ ہے کہ جب ہم نے شرک کی حالت میں کبھی کسی دشمن کوکچھ نہیں دیا تو اب مسلمان ہو کر کیوں دیں۔ یعنی جو اُن کے وہاں قانون ہیں اس کے مطابق اب بھی عمل ہو گا۔ پھر آگے انہوں نے کہا کہ واللہ ہم انہیں تلوار کی دھار کے سوا کچھ نہیں دیں گے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوانصار ہی کی وجہ سے فکر تھی۔ دوسرے لوگ بھی وہاں کے رہنے والے ہیں لیکن مدینہ کے انصار کو کوئی اعتراض یا لمبے محاصرے سے انقباض یا بے چینی نہ پیدا ہو تو انصار کی وجہ سے یہ فکر تھی جو مدینہ کے اصل باشندے تھے اور غالباً اس مشورہ میں آپؐ کامقصد بھی صرف یہی تھا کہ انصار کی ذہنی کیفیت کاپتا لگائیں کہ کیا وہ ان مصائب میں پریشان تو نہیں ہیں اور اگر وہ پریشان ہوں تو ان کی دلجوئی فرمائی جائے۔ اس لیے آپؐ نے پوری خوشی کے ساتھ ان کے اس مشورے کو قبول فرمایا اور پھر جنگ بھی جاری رہی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینﷺ از حضرت صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ589-590)

غزوۂ خندق کے حالات بیان کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں قبیلہ بنو قریظہ کی غداری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ

’’ابو سفیان نے یہ چال چلی کہ قبیلہ بنو نضیر کے یہودی رئیس حُیَی بِن اَخْطَب کویہ ہدایت دی کہ وہ رات کی تاریکی کے پردے میں بنو قُریظہ کے قلعہ کی طرف جاوے اور ان کے رئیس کعب بن اسد کے ساتھ مل کر بنو قریظہ کواپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ حُیَی بِن اَخْطَب موقعہ لگا کر کعب کے مکان پر پہنچا۔ شروع شروع میں تو کعب نے اس کی بات سننے سے انکار کیا اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہمارے عہدوپیمان ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیشہ اپنے عہدوپیمان کو وفاداری کے ساتھ نبھایا ہے۔ اس لیے میں اس سے غداری نہیں کر سکتا مگر حُیَی نے اسے ایسے سبز باغ دکھائے اوراسلام کی عنقریب تباہی کا ایسا یقین دلایا اوراپنے اس عہد کو کہ جب تک ہم اسلام کو مٹا نہ لیں گے مدینہ سے واپس نہیں جائیں گے اس شدّومد سے بیان کیا کہ بالآخر وہ راضی ہو گیا اور اس طرح بنوقریظہ کی طاقت کاوزن بھی اس پلڑے کے وزن میں آکر شامل ہوگیا۔‘‘جو ملانے آیا تھا باہر سے ’’جو پہلے سے ہی بہت جھکا ہوا تھا‘‘ یعنی پہلے ہی ان میں طاقت تھی۔ دنیاوی طاقت ان کے پاس پہلے ہی بہت تھی۔ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بنوقریظہ کی اس خطرناک غداری کا علم ہوا توآپ نے پہلے تو دو تین دفعہ خفیہ خفیہ زبیر بن العوامؓ کو دریافت حالات کے لیے بھیجا اور پھر باضابطہ طور پر قبیلہ اوس و خزرج کے رئیس سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ اوربعض دوسرے بااثر صحابہ کو ایک وفد کے طور پر بنو قریظہ کی طرف روانہ فرمایا اور ان کو یہ تاکید فرمائی کہ اگر کوئی تشویشناک خبر ہو تو واپس آ کر اس کا برملا اظہار نہ کریں بلکہ اشارہ کنایہ سے کام لیں تاکہ لوگوں میں تشویش نہ پیدا ہو۔ جب یہ لوگ بنو قریظہ کے مساکن میں پہنچے اور ان کے رئیس کعب بن اسد کے پاس گئے تو وہ بدبخت ان کو نہایت مغرورانہ انداز سے ملا اور سعدین‘‘ یعنی دونوں سعد جو تھے ان ’’کی طرف سے معاہدہ کاذکر ہونے پر وہ اوراس کے قبیلہ کے لوگ بگڑ کر بولے کہ ’جاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔‘یہ الفاظ سن کر صحابہ کا یہ وفد وہاں سے اٹھ کر چلا آیا اورسعد بن معاذؓ اورسعد بن عبادہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مناسب طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوحالات سے اطلاع دی۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 584-585)

بہرحال پھر جو بھی ان کے ساتھ جنگ تھی یا سزا ملنی تھی وہ جاری رہی۔ غزوۂ بنو قریظہ کے موقع پر حضرت سعد بن عبادہؓ نے کئی اونٹوں پر کھجوریں لاد کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لیے بھیجیں جو ان سب کا کھانا تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کیا ہی اچھا کھانا ہے۔

(سبل الهدىٰ والرشاد جلد 5 صفحہ6 فی غزوہ بنی قریظة، دار الکتب العلمیة بیروت 1993ء)

غزوۂ موتہ جو جمادی الاولیٰ سنہ آٹھ ہجری میں ہوئی ۔اس میں حضرت زیدؓ شہید ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اہل خانہ کے پاس تعزیت کے لیے گئے تو ان کی بیٹی کرب اور تکلیف کے باعث روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس پر آپؐ بھی بہت زیادہ رونے لگے۔ اس پر حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ کیا! آپؐ نے فرمایا۔ هٰذَا شَوْقُ الْحَبِیْبِ اِلٰی حَبِیْبِہٖ۔یہ ایک محبوب کی اپنے محبوب سے محبت ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 34 زید الحب بن حارثہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

صحیح بخاری کی ایک اَور روایت ہے۔ یہ پہلی صحیح بخاری کی نہیں تھی۔یہ واقعہ اَور ہے اور صحیح بخاری کی روایت سے ہے کہ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال کوچ فرمایا تو قریش کو یہ خبر پہنچی۔ تب ابوسفیان بن حَرْب، حکیم بن حِزَام اور بُدَیْل بن وَرْقَاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جستجو میں نکلے۔ وہ چل پڑے یہاں تک کہ مَرُّالظَّهْرَان مقام پر پہنچے۔ مَرُّالظَّهْرَان مکے کی جانب ایک مقام ہے جس میں بہت سے چشمے اور کھجور کے باغات ہیں۔ یہ مکے سے پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہرحال جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کیا دیکھا کہ بے شمار آگیں روشن ہیں جیسے حج کے موقع پر عرفات کے مقام کے آگے ہوتی ہیں۔ ابوسفیان نے کہا یہ کیسی ہیں؟ یوں معلوم ہوتا ہے کہ عرفات کی آگیں ہیں۔ بدیل بن وَرْقَاءُ نے کہا بنو عمرو کی آگیں معلوم ہوتی ہیں یعنی خزاعہ قبیلہ کی۔ ابو سفیان نے کہا عمرو کا قبیلہ اس تعداد سے بہت کم ہے۔ اتنے میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے داروں میں سے کچھ لوگوں نے دیکھ لیا اور ان تینوں کو پکڑ کر گرفتار کر لیا اور پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کے آئے۔ ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلےیعنی مکے کی طرف تو آپؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا ۔ ابوسفیان کو پہاڑ کے درّے پر روکے رکھنا تا کہ وہ مسلمانوں کو دیکھ لے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے اسے روکے رکھا۔ مختلف قبائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزرنے لگے۔ لشکر کا ایک ایک دستہ ابوسفیان کے سامنے سے گزرتا گیا۔ جب ایک گروہ گزرا تو ابوسفیان نے کہا عباسؓ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ قبیلہ غِفَار کے لوگ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا مجھے غفار سے کیا سروکار۔ پھر جُہینہ والے گزرے۔ ابوسفیان نے ویسے ہی کہا۔ پھر سعد بن ھُذَیْم والے گزرے۔ پھر اس نے ویسے ہی کہا۔ پھر سُلیم والے گزرے۔ پھر اس نے ویسے ہی کہا۔ یہاں تک کہ آخر میں ایک ایسا لشکر آیا کہ ویسا اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا انصار ہیں اور ان کے سردار سعد بن عبادہؓ ہیں جن کے پاس جھنڈا ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے پکار کر کہا ابوسفیان! آج کا روز گھمسان کی لڑائی کا روز ہے۔ آج کعبہ میں لڑائی حلال ہو گی۔ ابوسفیان نے یہ سن کر کہا عباسؓ! بربادی کا یہ دن کیا خوب ہو گا اگر مقابلے کا موقع مل جاتا۔ یعنی کہ میں دوسری طرف ہوتا یا کہ اس طرف ہونے کی وجہ سے مجھے بھی موقع ملتا کیونکہ اسلام قبول کر لیا تھا۔ پھر ایک اَور دستہ فوج کا آیا اور وہ تمام لشکروں سے چھوٹا تھا۔ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپؐ کے ساتھی مہاجرین تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان نے کہا کیا آپؐ کو علم نہیں کہ سعد بن عبادہؓ نے کیا کہا ہے؟ آپؐ نے پوچھا کیا کہا ہے؟ اس نے کہا کہ ایسا کہا ہے۔ جو بھی انہوں نے الفاظ استعمال کیے تھے (وہ بتائے)۔ آپؐ نے فرمایا سعدؓ نے درست نہیں کیا بلکہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ کعبہ کی عظمت قائم کرے گا اور کعبہ پر غلاف چڑھایا جائے گا۔ کوئی جنگ ونگ نہیں ہو گی۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی،باب أین رکز النبیؐ الرایة یوم الفتح حدیث 4280) (معجم البلدان جلد ۴ صفحہ 247)

اس واقعے کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذرا تھوڑی سی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ جب لشکر مکے کی طرف بڑھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ کسی سڑک کے کونے پر ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو لے کر کھڑے ہو جاؤ تا کہ وہ اسلامی لشکر اور اس کی فدائیت کو دیکھ سکیں۔ حضرت عباسؓ نے ایسا ہی کیا۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے سامنے سے یکے بعد دیگرے عرب کے قبائل گزرنے شروع ہوئے جن کی امداد پر مکہ بھروسا کر رہا تھا یعنی مکہ والے سمجھتے تھے یہ مدد کریں گے اور وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، مگر آج وہ قبائل کفر کا جھنڈا نہیں لہرا رہے تھے ، آج وہ اسلام کا جھنڈا لہرا رہے تھے اور ان کی زبان پر خدائے قادر کی توحید کا اعلان تھا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینے کے لیے آگے نہیں بڑھ رہے تھے جیسا کہ مکہ والے امید کرتے تھے بلکہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لیے تیار تھے اور ان کی انتہائی خواہش یہی تھی کہ خدائے واحد کی توحید اور اس کی تبلیغ کو دنیا میں قائم کر دیں۔ لشکر کے بعد لشکر گزر رہا تھا کہ اتنے میں اَشْجَع قبیلے کا لشکر گزرا۔ اسلام کی محبت اور اس کے لیے قربان ہونے کا جوش ان کے چہروں سے عیاں تھا اور ان کے نعروں سے ظاہر تھا۔ ابوسفیان نے کہا عباس! یہ کون ہیں۔ عباسؓ نے کہا یہ اَشْجَع قبیلہ ہے۔ ابوسفیان نے حیرت سے عباسؓ کا منہ دیکھا اور کہا سارے عرب میں ان سے زیادہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دشمن نہیں تھا۔ عباسؓ نے کہا کہ یہ خدا کا فضل ہے کہ جب اس نے چاہا ان کے دلوں میں اسلام کی محبت داخل ہو گئی۔ سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کا لشکر لیے ہوئے گزرے۔ یہ لوگ دو ہزار کی تعداد میں تھے اور سر سے پاؤں تک زرہ بکتروں میں چھپے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ ان کی صفوں کو درست کرتے چلے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ قدموں کو سنبھال کر چلو تا کہ صفوں کا فاصلہ ٹھیک رہے۔ ان پرانے فداکارانِ اسلام کا جوش اور ان کا عزم اور ان کا ولولہ ان کے چہروں سے ٹپکا پڑتا تھا۔ ابوسفیان نے ان کو دیکھا تو اس کا دل دہل گیا ۔اس نے پوچھا عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے، عباسؓ نے کہاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار و مہاجرین کے لشکر میں جا رہے ہیں۔ ابوسفیان نے جواب دیا اس لشکر کا مقابلہ کرنے کی دنیا میں کس کو طاقت ہے۔ پھر وہ حضرت عباسؓ سے مخاطب ہوا اور کہا تمہارے بھائی کا بیٹا آج دنیا میں سب سے بڑا بادشاہ ہو گیا ہے۔ عباسؓ نے کہا اب بھی تیرے دل کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ یہ بادشاہت نہیں ہے، یہ تو نبوت ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہاں ہاں اچھا پھر نبوت ہی سہی۔ جس وقت یہ لشکر ابوسفیان کے سامنے سے گزر رہا تھا تو انصار کے کمانڈر سعد بن عبادہؓ نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا ۔آج خدا تعالیٰ نے ہمارے لیے مکہ میں داخل ہونا تلوار کے زور سے حلال کر دیا ہے۔ آج قریشی قوم ذلیل کر دی جائے گی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے بلند آواز سے کہا کہ یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ نے اپنی قوم کے قتل کی اجازت دے دی ہے۔ ابھی ابھی انصار کے سردار سعدؓ اور اس کے ساتھی ایسا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے بلند آواز سے یہ کہا ہے کہ آج لڑائی ہو گی اور مکہ کی حرمت آج ہم کو لڑائی سے باز نہیں رکھ سکے گی اور قریش کو ہم ذلیل کر کے چھوڑیں گے۔ یا رسول اللہؐ! آپؐ تو دنیا میں سب سے زیادہ

نیک، سب سے زیادہ رحیم اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے انسان ہیں۔ کیا آج آپؐ اپنی قوم کے ظلموں کو بھول نہ جائیں گے۔ ابو سفیان کی یہ شکایت اور التجا سن کر وہ مہاجرین بھی تڑپ گئے جن کو مکہ کی گلیوں میں پیٹا اور مارا جاتا تھا جن کو گھروں اور جائیدادوں سے بے دخل کیا جاتا تھا اور ان کے دلوں میں بھی مکہ کے لوگوں کی نسبت رحم پیدا ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ ! انصار نے مکہ والوں کے مظالم کے جو واقعات سنے ہوئے ہیں آج ان کی وجہ سے ہم نہیں جانتے کہ وہ قریش کے ساتھ کیا معاملہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوسفیان، سعدؓ نے غلط کہا ہے۔ آج رحم کا دن ہے۔ آج اللہ تعالیٰ قریش اور خانہ کعبہ کو عزت بخشنے والا ہے۔ پھر آپؐ نے ایک آدمی کو سعدؓ کی طرف بھجوایا اور فرمایا اپنا جھنڈا اپنے بیٹے قیسؓ کو دے دو کہ وہ تمہاری جگہ انصار کے لشکر کا کمانڈر ہو گا۔ اس طرح آپؐ نے جھنڈا ان سے لے لیا اور ان کے بیٹے کو دے دیا۔ اس طرح آپؐ نے مکہ والوں کا دل بھی رکھ لیا اور انصار کے دلوں کو بھی صدمہ پہنچنے سے محفوظ رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیسؓ پر پورا اعتماد تھا جو سعدؓ کے بیٹے تھے کیونکہ قیس نہایت ہی شریف طبیعت کے نوجوان تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں ایسے شریف تھے، ان کی شرافت کا یہ حال تھا کہ تاریخ میں لکھا ہے کہ ان کی وفات کے قریب جب بعض لوگ ان کی عیادت کے لیے آئے اور بعض نہ آئے تو انہوں نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ بعض دوست میرے واقف ہیں اور میری عیادت کے لیے نہیں آئے۔ ان کے دوستوں نے کہا کہ آپ بڑے مخیر آدمی ہیں۔ قیسؓ بڑے مخیر تھے اور لوگوں کی بڑی مدد کرتے تھے تو آپؓ ہر شخص کو اس کی تکلیف کے وقت قرضہ دے دیتے ہیں۔ کسی نے مانگا قرضہ دے دیا اور شہر کے بہت سے لوگ آپؓ کے مقروض ہیں اور وہ اس لیے آپؓ کی عیادت کے لیے نہیں آئے کہ شاید آپؓ کو ضرورت ہو اس حالت میں اور آپؓ ان سے روپیہ مانگ بیٹھیں۔ جو قرض دیا ہوا ہے وہ واپس نہ مانگ لیں۔ آپؓ نے فرمایا اوہو، بڑا افسوس کا اظہار کیا کہ میرے دوستوں کو بلا وجہ یہ تکلیف ہوئی ہے۔ ان کو اگر یہ خیال آیا تو میری طرف سے تمام شہر میں منادی کر دو، اعلان کر دو کہ ہر شخص جس پر قیسؓ کا قرضہ ہے وہ اسے معاف ہے۔ اس پر کہتے ہیں کہ اس قدر لوگ ان کی عیادت کے لیے آئے کہ ان کے مکان کی سیڑھیاں ٹوٹ گئیں۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 341 تا 343)

غزوۂ حنین جس کا دوسرا نام غزوۂ ہوازن بھی ہے، حنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان مکہ سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ایک گھاٹی ہے۔ غزوۂ حنین شوال آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوا تھا۔ جو اموالِ غنیمت اس جنگ میں حاصل ہوئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین میں تقسیم کر دیے۔ انصار نے اپنے دلوں میں اس بات کو محسوس کیا۔ اس کے متعلق ایک تفصیلی روایت مسند احمد بن حنبل میں اس طرح مذکور ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور دیگر قبائلِ عرب میں مال تقسیم فرمایا تو انصار کے حصے میں اس میں سے کچھ نہ آیا۔ انصار نے اس کو محسوس کیا اور ان میں اس کے متعلق باتیں ہونے لگیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے جا ملے ہیں، ہمیں بھول گئے۔ مہاجروں کو دے دیا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ! یہ قبیلہ یعنی انصار جو ہیں آپؐ کے متعلق اپنے نفسوں میں کچھ محسوس کر رہا ہے ۔آپؐ نے جو اپنی قوم اور مختلف قبائل عرب میں مالِ فَے تقسیم کیا ہے اور انصار کو اس میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔ آپؐ نے پوچھا اے سعدؓ! اس معاملے میں تم کس طرف ہو؟ تم اپنی بات کرو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی قوم کا محض ایک فرد ہوں اور میری کیا حیثیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی قوم کو اس احاطے میں اکٹھا کرو یعنی وہاں ایک بڑا احاطہ تھا ، ایک جگہ تھی وہاں لے کے آؤ۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نکلے اور انہوں نے انصار کو اس احاطے میں اکٹھا کر لیا۔ کچھ مہاجرین بھی آ گئے۔ حضرت سعدؓ نے انہیں اندر آنے دیا اور کچھ اَور لوگ اندر آئے تو حضرت سعدؓ نے انہیں روک دیا۔ جب سب اکٹھے ہو گئے تو حضرت سعدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ انصار جمع ہو گئے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ اے گروہِ انصار! کیا باتیں ہیں جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچ رہی ہیں، کہ تمہیں اس بات پر کچھ ناراضگی ہے کہ تمہیں مال نہیں ملا۔ کیا جب میں تمہارے پاس آیا تو تم گمراہی میں نہ پڑے ہوئے تھے کہ اللہ نے تمہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا؟ تم مالی تنگ دستی کا شکار نہ تھے کہ اللہ نے تمہیں مال دار بنا دیا؟ تم ایک دوسرے کے دشمن نہ تھے کہ اللہ نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دی؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ احسان کرنے والا اور افضل ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے انصار کے گروہ! تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم آپؐ کو کیا جواب دیں جبکہ احسان اور فضل اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے ہے۔ آپؐ نے فرمایا بخدا اگر تم چاہتے تو یہ کہہ سکتے تھے اور تمہاری وہ بات سچی ہوتی اور تمہاری تصدیق بھی ہو جاتی کہ آپؐ ہمارے پاس اس حال میں آئے تھے جب آپؐ کو جھٹلادیا گیا تھا ۔ پس ہم نے آپؐ کی تصدیق کی اور آپؐ کو آپؐ کے اپنوں نے چھوڑ دیا تھا تو ہم نے آپؐ کی مدد کی۔ آپؐ ہمارے پاس آئے کہ لوگوں نے آپؐ کو نکال دیا تھا تو ہم نے آپؐ کو پناہ دی۔ آپؐ کو ہم نے ایک بڑے کنبے والا پایا تو ہم نے آپؐ کے ساتھ مؤاسات قائم کی۔ اے انصار کے گروہ !کیا تم نے دنیا کے حقیر سے مال پر دکھ محسوس کیا ہے؟ پھر آپؐ نے یہ الفاظ فرمانے کے بعد کہا کہ تم یہ یہ جواب دے سکتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اے انصار کے گروہ ! کیا تم نے دنیا کے حقیر مال پر دکھ محسوس کیا ہے کہ میں نے تمہیں نہیں دیا اور ان کو دے دیا جو میں نے اس قوم کی تالیفِ قلب کے لیے دیا ہے تا کہ وہ اسلام قبول کر لیں اور میں نے تمہیں تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔ ان کی تالیفِ قلب کی ہے تا کہ اسلام قبول کر لیں اور مضبوط ہوں اور تمہیں تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔ اے انصار کے گروہ !کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ لوگ بھیڑ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم رسول اللہ کو لے کر اپنے گھروں میں لوٹو ، صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا۔ اور اگر لوگ ایک وادی میں چل رہے ہوں اور انصار دوسری وادی میں چل رہے ہوں تو میں انصار کی وادی کو اختیار کروں گا۔ اے اللہ! انصار پر رحم فرما اور انصار کے بیٹوں پر اور انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر۔ راوی کہتے ہیں اس پر وہ سب انصار رونے لگے جو وہاں موجود تھے حتیٰ کہ ان کی داڑھیاں ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور وہ کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم اور حصے کے لحاظ سے راضی ہیں یعنی جو بھی آپؐ نے تقسیم کی ہے اس پر راضی ہیں اور آپؐ ہمارے لیے کافی ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور لوگ بھی منتشر ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 192-193 مسند ابی سعید الخدریؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

(اٹلس سیرتِ نبوی صفحہ 408-409 مطبوعہ دار السلام الریاض 1424ھ)

(السیرۃ الحلبیہ جلد۳صفحہ163و175 باب غزوہ الطائف مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

حجۃ الوداع کے لیے مدینہ سے سفر کر کے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ حج پر پہنچے تو وہاں آپؐ کی سواری گم ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کی سواری ایک ہی تھی اور وہ حضرت ابو بکرؓ کے غلام کے پاس تھی جس سے رات کے وقت وہ گم ہو گئی۔ حضرت صَفوان بن مُعَطَّلؓ قافلہ میں سب سے پیچھے تھے۔ وہ اپنے ہمراہ اس اونٹنی کو لے آئے اور سارا سامان بھی اس پہ موجود تھا۔ وہ اونٹنی جو گم گئی تھی اس کو لے آئے اور وہ سامان بھی اس پہ موجود تھا۔

حضرت سعد بن عبادہؓ نے جب یہ بات سنی تو اپنے بیٹے قیسؓ کے ہمراہ آئے۔ ان دونوں کے ساتھ ایک اونٹ تھا جس پر زادِ راہ تھا۔ سارا سامان سفر کا لدا ہوا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ اس وقت اپنے گھرکے دروازے کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی سامان والی سواری واپس لوٹا دی تھی یعنی اس وقت تک آپؐ کی وہ اونٹنی مل چکی تھی جو گمی تھی۔ جب سعدؓ آئے ہیں تو حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپؐ کی سامان والی سواری گم ہو گئی ہے۔ یہ ہماری سواری اس کے بدلے میں ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ وہ سواری ہمارے پاس لے آیا ہے۔ یعنی وہ جو گمی تھی وہ مل گئی ہے۔ تم دونوں اپنی سواری واپس لے جاؤ۔ اللہ تم دونوں میں برکت ڈالے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 8 صفحہ 460 ذکر نزولہﷺ بالعرج، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

(کتاب المغازی جلد 3 صفحہ 1093 باب حجۃ الوداع مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1984ء)

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے آپؐ کو کہلا بھیجا کہ میرا بچہ حالتِ نزع میں ہے ہمارے پاس آئیں تو آپؐ نے کہلا بھیجا اور فرمایا کہ اللہ ہی کا ہے جو لے اور اسی کا ہے جو عنایت کرے اور ہر بات کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے۔ اس لیے تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہو۔ انہوں نے پھر آپؐ کو بلا بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دی کہ ان کے پاس ضرور آئیں۔ آپؐ اٹھے اور آپؐ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور کئی آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ جب آپؐ پہنچے تو بچہ اٹھا کر لایا گیا۔ وہ بچہ اس وقت دم توڑ رہا تھا اور ایسی ہی دم توڑنے کی آواز آ رہی تھی۔ عثمانؓ کہتے تھے کہ میرا خیال ہے اسامہؓ نے کہا کہ جیسے پرانی مشک ٹھکرانے سے آواز دیتی ہے یعنی ایسی آواز آ رہی تھی کہ بڑے بڑے سانس لے رہا تھا۔ بچے کی یہ حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہنے لگے۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ کیا ہے! آپؐ نے جواب دیا یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ بھی اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔(صحیح البخاری کتاب الجنائز،باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببکاء اھلہ علیہ ...... الخ حدیث 1284) یہ کوئی جذباتی حالت ہے تو ایسی کوئی بات نہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کو کسی بیماری کی شکایت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان سب کو اپنے ساتھ لے کر ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو آپ نے ان کو گھر والوں کے جمگھٹ میں پایا۔ آپؐ نے فرمایا کیا یہ فوت ہو گئے؟ لوگ بیماری کی وجہ سے اکٹھے ہوئے تھے، شدید بیماری تھی۔ گھر والے ارد گرد اکٹھے تھے۔ انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہؐ! فوت نہیں ہوئے۔ بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریب گئے۔ ان کی حالت دیکھی تو آپؐ رو پڑے۔ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو وہ بھی رو دیے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ سنتے نہیں۔ دیکھو کہ اللہ آنکھ کے آنسو نکلنے سے عذاب نہیں دیتا اور نہ دل کے غمگین ہونے پر بلکہ اس کی وجہ سے سزا دے گا یا رحم کرے گا اور آپؐ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا اور پھر فرمایا اور میّت کو بھی اس کے گھر والوں کے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز،باب البکاء عند المریض حدیث 1304)

نوحہ کرنا جو ہے وہ غلط ہے۔ اس وقت ہو سکتا ہے کہ دیکھ کر ان کی ایسی حالت ہو یا آپؐ

کی دعا کی کیفیت پیدا ہوئی ہو اس میں بھی آپؐ کو رونا آ گیا ہو لیکن باقیوں نے یہ سمجھا ہو کہ ان کا آخری وقت ہے اس لیے رونا شروع کر دیا۔ اس بات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سمجھایا کہ رونا منع نہیں ہے لیکن بری بات اور منع یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے ظاہر ہونے پر ناراض ہو جائے۔ پس آنسو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے نکلیں تو اس کا رحم جذب کرتے ہیں ورنہ اگر برا منا کر نکلیں اور اس پر نوحہ کیا جائے تو پھر یہ سزا مل جاتی ہے۔ بہرحال اس وقت فوت نہیں ہوئے تھے جبکہ بیماری ان کی شدید تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ انصار میں سے ایک شخص آپؐ کے پاس آیا۔ اس نے آپؐ کو سلام کیا۔ پھر وہ انصاری پیچھے مڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصاری بھائی! میرے بھائی سعد بن عبادہؓ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون اس کی عیادت کرے گا۔ آپؐ اٹھے اور ہم آپؐ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم دس سے کچھ اوپر لوگ تھے۔ ہم نے نہ جوتے پہنے تھے نہ موزے، نہ ٹوپیاں تھیں نہ قمیض ۔ یعنی بڑی جلدی میں آپؐ کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ ہم اس قدر زمین میں چلے یہاں تک کہ ہم ان کے یعنی سعد بن عبادہؓ کے پاس آئے۔ سارے لوگ ان کے ارد گرد اکٹھے تھے وہ سب پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے وہ اصحابؓ جو آپؐ کے ساتھ تھے ان کے قریب آ گئے۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے ۔ اسی پہلے واقعہ کا اس روایت میں ذکر ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز،باب فی عیادۃ المرضٰی (2138))

حضرت جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے حریرہ تیار کرنے کا حکم دیا۔ میں نے حریرہ تیار کیا۔ حریرہ مشہور غذا ہے جو آٹے اور گھی اور پانی سے بنتا ہے بلکہ (بعض نے کہا ہے کہ) آٹے اور دودھ سے بنتا ہے بہرحال یہ انہوں نے لغت حدیث میں سے جو (معنٰی) نکالا ہے انہوں نے کہا ہے کہ میں ان کے حکم کے مطابق وہ حریرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر میں تھے۔ آپؐ نے فرمایا اے جابرؓ! کیا یہ گوشت ہے؟ میں نے عرض کی جی نہیں یا رسول اللہؐ! یہ حریرہ ہے جو میں نے اپنے والد کے حکم سے بنایا ہے۔ پھر انہوں نے مجھے حکم دیا تو میں آپؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر میں واپس اپنے والد کے پاس آ گیا۔ میرے والد نے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے کہا جی۔ میرے والد نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کیا کہا؟ میں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ اے جابر! کیا یہ گوشت ہے؟ میرے والد نے سن کر کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کی خواہش ہو رہی ہو۔ والد صاحب نے بکری ذبح کی، اس کو بھونا اور مجھے حکم دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر آؤ۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ انصار کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے بالخصوص عبداللہ بن عَمرو بن حَرَام اور سعد بن عُبادہ کو۔

(المستدرك علی الصحیحین جلد 5صفحہ39-40 کتاب الاطعمة دارالفکر 2001ء)

(فتح الباری کتاب الاطعمہ جلد 9 صفحہ 678 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)(جہانگیر اردو لغت صفحہ 649 مطبوعہ جہانگیر بکس لاہور)

(Lexicon part 2 P: 539 London 1865)

حضرت ابواُسید سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے گھرانوں میں سے بہترین بنو نجار ہیں۔ پھر بنو عبد اشہل۔ پھر بنوحارث بن خزرج۔ پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں بھلائی ہے۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہؓ بولے اور وہ اسلام میں اعلیٰ پایہ کے تھے۔ یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے یعنی کہ اچھے اعلیٰ پائے کے تھے کہ میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہم سے افضل قرار دیا ہے۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو بھی تو بہت سے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب منقبة سعد بن عبادہ حدیث 3807)

حضرت ابواُسید انصاریؓ گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے بہترین گھر بنو نجار ہیں۔ پھر بنو عبداشہل۔ پھر بنو حارث بن خزرج اور پھر بنو ساعدہ اور انصار کے سب گھروں میں بھلائی ہے۔ راوی ابو سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابواُسیدؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ سے یہ روایت کرنے پر مجھے متہم کیا جاتا ہے۔ اگر میں غلط کہہ رہا ہوتا تو ضرور اپنی قوم بنو ساعدہ سے شروع کرتا۔ یہ بات حضرت سعد بن عبادہؓ تک پہنچی تو ان پر بھی بڑی گراں گزری۔ پہلی بھی جو روایت ہے اس میں بھی ان کا اظہار یہ تھا کہ ہمیں انہوں نے کہا کہ ہمیں پیچھے کر دیا گیا ہے یہاں تک کہ ہم چار میں سے آخری ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے لیے یعنی سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ میرے لیے میرے گدھے پر زین کسو۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ ان کے بھتیجے سہل نے ان سے کہا، سعد بن عبادہؓ کے بھتیجے نے کہا کہ کیاآپؓ اس لیے جا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی تردید کریں۔ جو آپؐ نے ترتیب بیان کی ہے اس کے بارے میں بلا وجہ جا کے پوچھیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ کیا آپؓ کے لیے یہ کافی نہیں کہ آپؓ چار میں سے ایک ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ارادہ بدل دیا اور کہا اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں اور انہوں نے اپنے گدھے کی زین کھولنے کا حکم دیا اور وہ زین کھول دی گئی۔ یہ بھی صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فی خیر دور الانصار حدیث (6425))

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے قابلِ تعریف بنا دے اور مجھے شرف اور بزرگی والا بنا دے۔ شرف اور بزرگی بغیر اچھے کاموں کے نہیں ہو سکتی۔ اچھے کام نہ ہوں تو پھر شرف بھی نہیں مل سکتا اور بزرگی بھی نہیں ہو سکتی اور اچھے کام بغیر مال کے نہیں ہو سکتے ۔ اے اللہ! تھوڑا میرے لیے مناسب نہیں اور نہ ہی میں اس میں درست رہوں گا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 461 سعد بن عبادہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

بہرحال یہ دعا کرنے کا ان کا اپنا ایک انداز تھا ۔ صحیح مسلم کی ایک روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو غلط حالت میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ میں چار گواہ لے آؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر میں ہوں تو اس سے پہلے ہی جلدی سے تلوار کے ساتھ اس کا فیصلہ کردوں۔ کوئی گواہی تلاش نہیں کروں گا بلکہ قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے کہا کہ سنو ! تمہارا سردار کیا کہتا ہے۔ وہ بہت غیور ہے اور فرمایا کہ میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب اللعان حدیث (3763))

پھر اسی حوالے سے مسلم کی ہی ایک اَور روایت بھی ہے جو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا اگر میں کسی شخص کو اپنی بیوی کے پاس دیکھوں تو اسے قتل کر دوں اور تلوار بھی چوڑے رخ سے نہیں دھار کے رخ سے۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم سعدؓ کی غیرت پر تعجب کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اللہ نے اپنی غیرت ہی کی وجہ سے بے حیائیوں کو منع فرمایا ہے جو ان میں سے ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں اور کوئی شخص بھی اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں اور اللہ سے بڑھ کر کوئی شخص معذرت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند بھی نہیں اور اللہ جتنا معذرت کو پسند کرتا ہے، توبہ کو پسند کرتا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے کوئی شخص اس میں اللہ سے زیادہ بڑھ نہیں سکتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ بشارت بھی دیتے ہیں ڈراتے بھی ہیں۔ ا ور کوئی شخص اللہ سے بڑھ کر مدح کو پسند نہیں کرتا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب اللعان حدیث (3764))

اللہ تعالیٰ کی مدح، تعریف برائیوں سے بچنا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے جنت کا بھی وعدہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سزا بھی دیتا ہے تو جلدی نہیں کرتا ۔انسان کہہ دے میں غیرت کھا گیا اور جلدی کی۔ توبہ کرنے والے کو معاف بھی فرماتا ہے اور صرف معاف ہی نہیں کرتا بلکہ نوازتا بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے قانون سے، آپؐ نے فرمایا آگے نہ بڑھو۔ جو اللہ تعالیٰ کے قانون ہیں اس کے اندر رہو۔

حدیث میں ایک روایت مسند احمد بن حنبل کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا فلاں قبیلے کے صدقات کی نگرانی کرو لیکن دیکھنا قیامت کے دن اس حال میں نہ آنا کہ تم اپنے کندھے پر کسی جوان اونٹ کو لادے ہوئے ہو اور وہ قیامت کے روز چیخ رہا ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! پھر یہ ذمہ داری کسی اَور کے سپرد فرما دیجیے توآپؐ نے یہ کام ان کے سپرد نہیں کیا۔(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 473 مسند سعد بن عبادہ حدیث 22828 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) یعنی نگرانی کا پھر حق ادا کرنا ہو گا۔ انصاف کرنا ہوگا اور کسی قسم کی خیانت نہیں ہو گی۔ اگر خیانت ہوئی، انصاف نہ ہوا، اس کا حق ادا نہ ہوا تو پھر یہ بہت بڑا گناہ ہے اور قیامت کے دن اس کا جواب دہ ہونا ہو گا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں چھ انصار نے قرآن کریم جمع کیا تھا جن میں حضرت سعد بن عبادہ بھی شامل تھے۔

(اسد الغابہ،جلد اصفحہ503،جاریة بن مجمع،دار الکتب العلمیہ ،بیروت،2003ء)

حضرت مصلح موعودؓ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ

” انصار میں سے جو مشہور حفاظ تھے ان کے نام یہ ہیں: عُبادہ بن صامتؓ۔ مُعاذؓ۔ مُجَمِّع بن حارِثہؓ۔ فَضَالہ بن عُبَیدؓ۔ مَسْلَمہ بن مُخَلَّدؓ۔ ابودَرْدَاءؓ۔ ابوزیدؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ اُبَیّ بن کعبؓ اور سعد بن عبادہؓ۔ ام وَرَقَہؓ۔“ لکھتے ہیں کہ ”تاریخ سے ثابت ہے کہ صحابہؓ میں سے بہت سے قرآن کریم کے حافظ تھے۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن ، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 430)

باقی ان شاء اللہ۔ ان کا یہ تھوڑاسا حصہ رہ گیا ہے وہ ان شاء اللہ آئندہ۔

(الفضل انٹر نیشنل لندن 31جنوری 2020ء)

مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 25 تا 31 جنوری 2020ء

(سعید الدین احمد۔لندن)

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی خدمت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گزشتہ ہفتے کی مصروفیات کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضور انور کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر آن اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

دوران ہفتہ Neuhof جرمنی سے تشریف لانے والے خدام کے گروپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں واقع عثمان چُو بلاک میں ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ یہ ملاقات قریباً 40 منٹ سے زائد تک جاری رہی اور ملاقات میں شاملین نے اپنے آقا سے مختلف نوعیت کے سوالات پوچھے۔ سوالات سے قبل تمام شاملین نے اپنا اپنا تعارف بھی کروایا۔ ملاقات کا اختتام گروپ فوٹو سے ہوا اور بعد ازاں تمام شاملین کو اپنے آقا سے مصافحہ کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام آباد میں واقع ایوان مسرور میں گلشن وقف نو کلاس میں بھی شرکت فرمائی۔ برطانیہ بھر سے 12 سے 15 سال کی واقفات نو بچیوں نے اس کلاس میں شمولیت اختیار کی اور اپنے آقا سے مختلف سوالات بھی پوچھے۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک کے باہر تشریف لا کر مکرم شفقت نواز (ریڈنگ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات کرکے تعزیت فرمائی۔

نماز جنازہ حاضر کے ساتھ ساتھ حضور انور نے دوران ہفتہ 5 مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں ارشاد فرمایا جو کہ MTA کے مواصلاتی نظام کے تحت پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس خطبہ جمعہ میں بھی حضورانور نے بدری صحابہؓ کا ذکر جاری رکھا۔

دوران ہفتہ حضور انور نے پانچ روز دفتری ملاقاتیں فرمائیں ملاقات کرنے والوں کی تعداد 20 رہی۔دفتری ملاقاتوں میں متعدد افسران، مبلغین، مربیان سلسلہ، واقفین زندگی و دیگر احباب نے حضور انور سے قیمتی ہدایات وصول کیں۔

دوران ہفتہ حضور انور نے چھ روز ذاتی ملاقاتیں بھی فرمائیں ملاقات کرنے والوں کی تعداد 127 رہی۔ذاتی ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے احباب کا تعلق مندرجہ زیل ممالک سے تھا۔

آسٹریلیا،چائنا،یوکے، امریکہ،ہالینڈ،کینیڈا،پاکستان،سویڈن،تھائی لینڈ، جرمنی۔

بقیہ از صفحہ نمبر 1 خلاصہ خطبہ جمعہ

رب کے حضور توبہ کرنے والے ہیں ، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی ستائش کرنے والے ہیں ۔ آپؐ اس وقت تک کہ مدینہ میں داخل ہوئے یہی کلمات فرماتے رہے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لشکر میں تنہا ابو طلحہ کی آواز ایک جماعت پر بھاری ہوتی ہے۔ یعنی بڑی بلند آواز تھی ان کی ۔حضرت ابو طلحہؓ 34 ہجری میں مدینہ میں فوت ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی ۔ اس وقت آپؓ کی عمر 70 سال تھی۔ جبکہ اہل بصرہ کے نزدیک آپؓ کی وفات ایک سمندری سفر کے دوران ہوئی اور ایک جزیرے میں آپؓ کو دفن کیا گیا ۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ نبی ﷺ کے زمانہ میں جہاد کی وجہ سے نفلی روزہ نہیں رکھا کرتے تھے تاکہ طاقت کم نہ ہو جائے ۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو میں نے سوائے عید الاضحیٰ کے دن کے کبھی ان کو بے روزہ نہیں دیکھا ۔فرمایا : اس کے بعد سے پھر باقاعدگی سے روزہ رکھنے لگ گئے۔ حضور انور نے حضرت ابو طلحہؓ کی مہمان نوازی کا تاریخی واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایاکہ اگلے دن صبح کے وقت جب ابو طلحہؓ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو آپؐ نے فرمایا:آج رات اللہ ہنس پڑا یا فرمایا: تمہارے دونوں کے کام سے بہت خوش ہوا اور اللہ نے یہ وحی نازل کی کہ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ........اور وہ خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔پس جو کوئی بھی نفس کی خصاصت سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں ۔حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جب بال اُتروائے تو حضرت ابو طلحہؓ پہلے شخص تھے جنہوں نے آپؐ کے بالوں میں سے کچھ بال لئے۔ حضور انور نے حضرت ابو طلحہؓ کے گھر سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھجوائے جانے والے کھانےاور پھر نبی کریم ﷺ کا اس کھانے کو لے کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس ابو طلحہؓ کے ہاں جا کر اس کھانے پر دعا کرنے اور کھانے میں برکت پڑنے کے نتیجہ میں 70 یا80 آدمیوں کے سیر ہو کر کھانا کھانے والا بیان فرمایا۔ یہ آنحضرت ﷺ کی دُعا کی برکت تھی۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہؓ مدینہ میں تمام انصاریوں میں کھجوروں کا زیادہ باغ رکھتے تھے اور ان کو سب سے زیادہ پیاری جائیداد بیرحا کا باغ تھا جو مسجد کے سامنے تھا اور نبی ﷺ اس میں آیا کرتے تھے اور وہاں کا صاف ستھرا پانی پیا کرتے تھے حضرت انس کہتے تھے کہ جب یہ آیت اتری کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ’’تم ہر گز حقیقی نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔‘‘ حضرت ابو طلحہؓ کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ! میری جائیداد میں سے جو سب سے پیا را باغ بیرحا ہے میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں ۔میں امید کرتا ہوں کہ اللہ کے ہاں مقبول نیکی ہو گی اور بطور ذخیرے کے ہو گی ۔اس لئے جہاں اللہ تعالیٰ آپؐ کو سمجھائے وہاں آپؐ اسے خرچ کریں ۔ آپؐ نے فرمایا: شاباش، یہ فائدہ دینے والا مال ہے یا فرمایا :ہمیشہ رہنے والا مال ہے ۔آپؐ نے فرمایا: کہ تم نے کہا ہے اور میں نے سن لیا ۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے قریبیوں میں تقسیم کر دو ۔ ابو طلحہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ! حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ایسے ہی کئے دیتا ہوں چنانچہ ابو طلحہؓ نے اس باغ کو اپنے قریبیوں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا ۔فرمایا: حضرت ابو طلحہؓ کو یہ اعزاز اور سعادت بھی حاصل ہے کہ وہ آنحضورؐ کی ایک بیٹی کی وفات پر آپؐ کے ارشاد پر اس کی قبر میں اُترے اور حضور ﷺ کی بیٹی کی نعش مبارک کو قبر میں اُتارا۔حضرت انسؓ بیا ن کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ میں نبی ﷺ حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو آہستہ چلتا تھا یا یہ کہا جس کی رفتار سست تھی ، جب آپؐ لوٹے تو آپؐ نے ابو طلحہؓ کو فرمایا کہ ہم نے تو تمہارے گھوڑے کو ایک دریا پایا ہے ۔ بہت تیز چلتا ہے اس کے بعد اس گھوڑے کے چلنے میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا ۔حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں ایک شخص تھا جو لحد بناتا تھا اور ایک اور تھا جو سیدھی قبر بناتا تھا ۔ صحابہؓ نے کہا ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں اور دونوں کو بلا بھیجتے ہیں ۔ دونوں میں سے جو بعد میں آئے گا اس کو ہم چھوڑ دیں گے یعنی جو پہلے آئے گا اس سے ہم کام کروا لیں گے۔ چنانچہ دونوں کی طرف پیغام بھیجا گیا تو لحد والا پہلے آیا ۔ اس پر صحابہؓ نے نبی کریم ﷺ کی لحد بنائی ۔ اس کی شرح میں علامہ ابن سیرین نے لکھا ہے کہ لحد والی قبر بنانے والے حضرت ابو طلحہؓ تھے اور سیدھی قبر بنانے والے ابو عبیدہ بن جراحؓ تھے۔

حضور انور نے آخر پر جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم مکرم بابو محمد لطیف شمس امرتسری ابن حضرت میاں نور محمدؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ ربوہ کی وفات پر مرحوم کا ذکر خیر کیا اور جماعتی خدمات کا تذکرہ فرمایا۔آپ سلسلہ کے معروف مبلغ مکرم مولانا محمد صدیق امرتسری کے چھوٹے بھائی تھے۔فرمایا: آپ کا کل عرصہ خدمت 62 سال پر محیط ہے جس میں سے تقریباً 53 سا ل دفتر پرائیویٹ سیکریٹری ربوہ میں مختلف حیثیتوں سے ان کو خد مت کی تو فیق ملی۔یہ اپنے کام کے بہت ماہر تھے۔بڑے سلیقہ اور انہاک سے کام کیا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ دینی کتب کے مطالعہ کا بھی شوق تھا ۔ سلسلہ کی کتب کا گہرا مطالعہ تھا ۔خلافت ثالثہ کے دَور میں بھی اور بعد میں بھی شوریٰ کے انتظامات میں خاص طور پر ان کو بہت خدمت کی تو فیق ملی۔ حضور انور نے نماز جمعہ کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

******

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سینیگال کے ریجن ’تانباکنڈا‘ میں مسجد کا افتتاح

محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ سینیگال کو ریجن ’تانباکنڈا‘ کے ایک گاؤں ’سارے جیالو‘ میں ایک نئی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

اس مسجد کی سنگ بنیاد مورخہ 23 مارچ 2019ء کو یوم مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک موقع پر رکھی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دسمبر 2019ء کے اواخر میں اس کی تکمیل ہوئی۔ الحمد للہ

اس مسجد کا کل احاطہ 700مربع میٹر جبکہ مسقف حصہ 96 مربع میٹر ہے۔ اس مسجد کا منارہ اسے دیگر مساجد سے ممتاز کرتا ہے۔ مسجد کی تعمیر میں گاؤں کے احباب نے وقار عمل کر کے بہت کام کیا۔ نیز کنویں سے پانی لانے کی ذمہ داری گاؤں کی احمدی خواتین نے بخوبی نبھائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مورخہ 10جنوری2020ء کو مکرم کمال زیان بروجا مرکزی نمائندہ برائے جلسہ سالانہ سینیگال نے فیتہ کاٹا اور دعا کروا کر مسجد کا رسمی افتتاح کیا۔ اس کے بعد مکرم ناصر احمد سدھو امیر جماعت سینیگال نے نماز جمعہ کی امامت کروائی ۔ بعد ازاں مسجد کے احاطہ میں 6 عدد آم کے پودے لگائے گئے۔ الجزائر سے 5اور جرمنی سے ایک نمائندہ بھی مسجد کے افتتاح کے لیے پہنچنے والے وفد کا حصہ تھے۔

افتتاح کے موقع پر سرکاری حکام کے علاوہ دیگر معززین جن میں پولیس کے کمشنر اور متعدد گاؤں کےچیف شامل ہیں موجود تھے۔ مہمانوں نے جماعت کی دینی اور معاشرتی خدمات کی تعریف کی۔ اس کے بعددور و نزدیک سے آئے 26 دیہات کے نمائندگان نیز 300سے زائد افراد کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہدایت کا سر چشمہ بنا دے اور اس کو اس جماعت اور ارد گرد کے لوگوں کی ہدایت کا موجب بنائے ۔ آمین

(حافظ مصور احمد مزمل۔ سینیگال)

سولہواں نیشنل وقفِ نو اجتماع سوئٹزر لینڈ2019ء

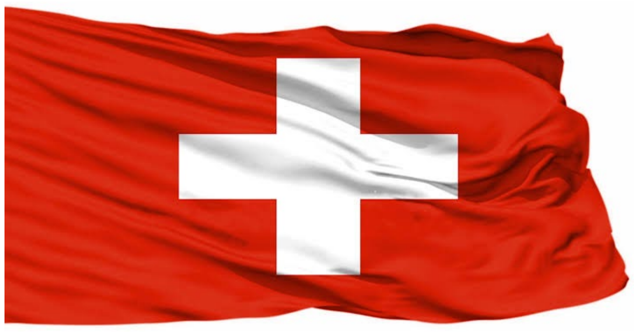

سوئٹزر لینڈکا سولہواں ایک روزہ نیشنل وقف نو اجتماع مورخہ 15 دسمبر 2019ء بروز اتوار کو نور مسجد ویگو لٹینگن میں منعقد ہوا جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ اجتماع میں 50واقفینِ نو، 29واقفات نو اور 50والدین شامل ہوئے۔

اجتماع کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے مکرم عرفان احمد ٹھاکر صاحب مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ کی صدارت میں ہوا۔ محترم مبلغ انچارج صاحب نے ہمارے پیارے آقا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا واقفین نو سے خطاب فرمودہ 18اکتوبر 2016ء کے اقتباسات پر مشتمل افتتاحی تقریر کی ۔

پونے بارہ بجے علمی مقابلہ جات شروع ہوئے جو کہ وقفہ برائے طعام و نمازِ ظہر و عصر تک جاری رہے۔

وقفہ کے بعد گروپس میں مقابلہ جات ہوئے۔

ساڑھے تین بجے اجتماع کی اختتامی تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے مکرم طارق ولید تارنتسر صاحب نیشنل امیر سوئٹزرلینڈ کی صدارت میں ہوا۔ محترم امیر صاحب اور محترم مبلغ انچارج نے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے واقفین نو بچوں میں انعامات تقسیم کیے۔

نیشنل سیکرٹری وقفِ نو مکرم طلحہ خالد تارنتسر نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پڑھ کر سُنائیں۔

اجتماع کے آخر پر محترم نیشنل امیر صاحب نے اپنے مختصر اختتامی خطاب میں حاضرین کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا اور دعا کروائی۔

دعا کے بعد موجود احباب کی گروپ فوٹو ہوئی۔

(رپورٹ:صباح الدین بٹ۔ سوئٹزرلینڈ)

جامعہ احمدیہ جرمنی میں مقابلہ نظم و مقابلہ اذان

مقابلہ نظم

مورخہ 04دسمبر 2019ءکو مقابلہ نظم منعقد ہوا۔ مقابلہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مقابلہ کے قواعد پڑھ کر سنائے گئے۔

آج کے اس مقابلہ نظم میں کل 18طلبہ نے حصہ لیا۔ مقابلہ کے منصفین کے فرائض مکرم منیر احمد منور صاحب ،مکرم شمس اقبال صاحب اور مکرم عثمان احمد چیمہ صاحب نے ادا کیے۔مقابلہ کے آخر پر مکرم منیر احمد منور صاحب، منصف اعلیٰ نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی اور پوزیشن حاصل کرنے طلبہ کا اعلان کیا ۔آج کے مقابلہ میں اوّل پوزیشن عزیزم رانا شیراز احمد صاحب نے حاصل کی جبکہ دوسری عزیزم خواجہ عبدالنور صاحب اور تیسری عزیزم صہیب ناصر صاحب نے حاصل کی ۔مقابلہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

مقابلہ اذان

مورخہ 11دسمبر 2019ءکو مقابلہ اذان منعقد ہوا۔ مقابلہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مقابلہ کے قواعد پڑھ کر سنائے گئے۔

آج کے اس مقابلہ اذان میں 16طلبہ نے حصہ لیا۔ مقابلہ کے منصفین کے فرائض مکرم سہیل احمد ریاض صاحب اور مکرم شعیب عمر صاحب نے ادا کیے۔ مقابلہ کے آخر پر مکرم شعیب عمر صاحب، منصف اعلیٰ نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی اور پوزیشن حاصل کرنے طلبہ کا اعلان کیا ۔آج کے مقابلہ میں اوّل پوزیشن عزیزم حافظ اویس قمر صاحب نے حاصل کی جبکہ دوسری پوزیشن دو طلبہ عزیزم اویس ملک صاحب اور عزیزم حافظ احتشام صاحب نے اور تیسری پوزیشن عزیزم رانا شیراز احمد صاحب نے حاصل کی ۔ مقابلہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

(رپورٹ:حامد اقبال۔ جرمنی)

طلوع و غروب آفتاب

3فروری 2020ء	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:43	18:07
مدینہ منورہ	05:47	18:02
لندن	05:52	05:52
قادیان	06:00	17:57
ربوہ	05:40	17:37